GCE Urdu Unit 4 – 6UR04 – Research-based Essay Guide

Specimen Essays and Assessment Commentaries

Example 6 – Geographical area

سوال۔ جغرافیائی علاقہ: (الف) اس علاقہ یا شہر کے اقتصادی عناصر اور ان کی اہمیت بیان کیجیے جس کا آپ نے مطالعہ کیا ہے۔

جواب۔ میں نے سیالکوٹ کے اقتصادی عناصر کا تفصیلی مطالعہ کیا ہے۔ سیالکوٹ اپنے باسیوں کو روزگار کے ساتھ پاکستان کو زرِ مبادلہ بھی فراہم کرتا ہے۔ اس کی مصنوعات میں آلاتِ جراحی، کھیلو ں کا سامان، چمڑے کی مصنوعات اور چاول شامل ہیں۔ گھریلو مصنوعات کا ڈھانچہ شہر کے علاوہ دیہاتوں میں بھی پایا جاتا ہے جہاں گھر کا ہر فرد مصنوعات کی فراہمی کے لیے اپنا کردار ادا کرتا ہے۔

اعداد و شمار کے مطابق ملک کے 93 فیصد جراحی کے آلات اور 98 فیصد کھیلوں کی اشیاء سیالکوٹ میں تیار کی جاتی ہیں۔ دنیا کا لذیذ ترین باسمتی چاول بھی اسی علاقہ میں پیدا ہوتا ہے جس کا ملک کے لوگوں کو خوراک مہیا کرنے اور برآمدات بڑھانے میں نمایاں حصّہ ہے۔ اسی طرح چمڑے کی صنعت میں بھی یہ شہر عالمی شہرت رکھتا ہے۔

ویسے تو سیالکوٹ کھیلوں کے سامان کی وجہ سے ہمیشہ نمایاں رہا ہے مگر 1994 میں امریکہ میں منعقد ہونے والے عالمی فٹ بال کپ کے تمام مقابلوں میں سیالکوٹ میں بنائے ہوئے فٹ بال استعمال کیے گئے اور عالمی طور پر سیالکوٹ کا نام بہترین فٹ بال فراہم کرنے والے شہر کے طور پر ابھرا۔ 1998 کے ورلڈ کپ میں ایک بار پھر یہاں کے فٹ بال استعمال ہوئے۔ آج پوما اور ایڈی ڈاس جیسی کثیرالقومی کمپنیاں سیالکوٹ سے کھیلوں کا سامان حاصل کرتی ہیں۔ دنیا بھر میں ہاکی اور کرکٹ کا زیادہ تر سامان سیالکوٹ سے جاتا ہے۔

اسی طرح یہ شہر دنیا بھر میں 20 فیصد آلاتِ جراحی فراہم کرتا ہے۔ ان آلات کی صنعت تاریخی حیثیت رکھتی ہے۔ سیالکوٹ کے لوہار مغلیہ دور سے تلواریں اور ڈھالیں بنانے میں مشہور تھے۔ 1920 امریکی مشن ہسپتال کو ضرورت پڑی تو شہر کے کاریگروں نے ان کے لیے آلات تیار کر دیے۔ یہیں سے اس صنعت نے جنم لیا۔ دوسری جنگِ عظیم میں اس شہر نے جراحی کے آلات بڑی تعداد میں فراہم کیے۔ یہاں کے کارخانوں میں
بوڑھے، جوان اور عورتیں شانہ بشانہ کام کرتی ہیں۔ یہ شہر مقامی لوگوں کو روزگار فراہم کرنے کے ساتھ پاکستان کے لیے بڑی مقدار میں زرِ مبادلہ بھی کماتا ہے۔

Word count: 316(excluding proper nouns)

GCE Urdu Unit 4 – 6UR04 – Research-based Essay Guide

Specimen Essays and Assessment Commentaries

Example 1 – Aspects of modern Urdu-speaking society

سوال ۔ اردو بولنے والے جدید معاشرے کے کسی ایک پہلو پر روشنی ڈالیے۔ یہ بھی بتایئے کہ آپ کے خیال میں یہ پہلو کیوں خاص اہمیت رکھتا ہے ۔

جواب۔ اردو بولنے والے جدید معاشرے کے جس پہلو پر میں اظہارے خیال دینا چاہتی ہوں وہ ہے تعلیم ۔ یہ بہت اہمیت کا حامل ہے اسلیئے بھی ہے کیونکہ تعلیم ہی انسان کو غلط اور صحیح کی پہچان کرانی ہے ۔تعلیم حاصل کرنے کے تین زرائع ہیں جیسے کے گورنمٹ سکول ، پرائیوٹ سکول اور مدرسوں کی تعلیم ۔

گورنمٹ سکول کی تعلیم صرف برائے نام ہی ہے کیونکہ اساتذہ اپنا وقت پورا کرتے ہیں اور کورس پڑھا کر اپنے فرائض سے سبک دوش ہو جاتے ہیں سکول کی عمارت سے لے کر بچّوں کی حالت اور تعلیم کا معیار دونوں ہی نظر انداز کیے جاتے ہیں ۔

تعلیم حاصل کرنے کا دوسرا زریعہ یعنی کہ پرائیوٹ سکول آجکل آسمان کی بلندیوں کو چھو رہے ہیں کیونکہ انکی فیسیں ، کورس کی کتابیں اور یونیفورم وغیرہ کے اخراجات صرف اونچے طبقے کے لوگ ہی برداشت کر سکتے ہیں ۔

جہاں تک مدرسوں کی تعلیم کا تعلق ہے وہاں پر دینی تعلیم بہت سختی سے دی جاتی ہے اور بچّوں کا رجہان اسلام کی طرف راغب کیا جاتا ہے اور تعلیم کے مکمل ہونے پر بچّے قاری ، حافظ قرآن اور علماء کہلاتے ہیں لیکن جہاں تک اسلامی تعلیم کے مطابق عمل کا سوال ہے تو وہ صرف آٹے میں نمک کے برابر ہے تعلیم انسان کو شعور دلاتی ہے اور اچھے برے کی پہچان کراتی ہے اگر اس کا صحیح استعمال کیا جائے تو تعلیم کو بہت زیادہ اہمیت اس لئے حامل ہے کیوں کے اس مین کامیابی سے آپکے معاشرے میں بھی عزت ہوتی ہے اور آخرت بھی سرخرو ہو جاتی ہے ۔

Word count: 250(excluding proper nouns)

GCE Urdu Unit 4 – 6UR04 – Research-based Essay Guide

Specimen Essays and Assessment Commentaries

Example 2 – Literature and the arts

سوال ۔ اپنی منتخب فلم کے کسی ایک کردار کے بارے میں لکھیے آپ کو یہ کردار کیوں پسند یا نا پسند ہے اپنی رائے تفصیل سے لکھیے ۔

جواب ۔ میری پسندیدہ فلم باغبان ہے جس میں میرا پسندیدہ کردار راج ملوترا کا ہے جو امیتاب بچن نے ادا کیا ہے جو اپنے بچّوں کو دکھ اور تکلیفیں اٹھا کر انہیں پڑھاتا ہے اور انکے پیروں پر کھڑا کرتا ہے انکی ہر خواہش پوری کرتا ہے وہ صرف ایک باپ کا ہی کردار ادا نیں کرتا بلکہ ایک اچھا شوہر ایک اچھا دوست اور انسانیت سے پیار کرنے والا اور ایک ایماندار ورکر کا کردار بھی ادا کرتا ہے لیکن اسکی ساری زندگی جو اپنے بچّوں پر پیار کرتے اور انھیں ہر آسائش دیتے ہوئے گزرتی ہے اس کا صلہ اسے اس صورت میں ملتا ہے کہ اسکے چاروں بچّے اسکو اور اسکی بیوی کو ایک دوسرے سے دور کر دیتے ھیں جبکہ بڑھاپے میں انکو ایک دوسرے کی زیادہ ضرورت ہے اسکے بچّے انکو اپنے ساتھ رکھنے پر خوش نیں ھیں کیونکہ انکے خیال میں انکی اور انکے والدین کی سوچ میں زمین آسمان کا فرق ہے یہ بات اسے تکلیف دیتی ہے اور وہ ایک کتاب لکھتا ہے جس میں وہ اپنی زندگی کا کر ہر گزرا ہوا لمحہ بیان کرتا ہے اس کتاب کا نام باغبان ہے یہ نام اس نے اسلیے رکھاہے کہ اس میں وہ اپنے آپ کو ایک مالی اور بچّوں کو پودوں کی صورت میں بیان کرتا ہے کیسے وہ پودوں کی دیکھ بھال کر کے انھیں ایک تناور درخت بناتا ہے اس فلم کی کہانی عام زندگی بہت ملتی جلتی ہے اور امیتاب بچن نے اپنے کردار کو بہت اچھے طریقے سے نبھایا ہے ۔

Word count: 235(excluding proper nouns)

GCE Urdu Unit 4 – 6UR04 – Research-based Essay Guide

Specimen Essays and Assessment Commentaries

Example 3 – Literature and the arts

سوال ۔ اپنی منتخبہ کتاب ، ڈرامے یا فلم کا مرکزی خیال بیان کیجئے۔ مصنف نے یہ خیال کتنی کامیابی سے پیش کیا ہے ؟ اس کے بارے میں اپنی رائے تفصیل سے لکھیے ۔

جواب ۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ برصغیر کی تقسیم کے وقت کے بارے میں لکھا گیا ہے ۔ یہ افسانہ ایک مرکزی کردار بشن سنگھ کے اردگرد گھومتا ہے ۔ بشن سنگھ جو زیادہ تر " ٹوبہ ٹیک سنگھ " کے لقب سے مشہور ہے ایک پاگل خانہ میں رہتا ہے ۔

مصنف سعادت حسن منٹو نے اِس افسانے میں بشن سنگھ کی اپنے وطن کے لیے محبت ظاہر کی ہے وہ اُن ہزاروں عاشقوں میں سے ہے جو اپنے وطن کو نہیں چھوڑنا چاہتا ۔

بشن سنگھ ہر آدمی کو سوال کرتا تھا کہ " ٹوبہ ٹیک سنگھ " کہاں ہے ؟ اور ہم کو ہندوستان کیوں بھیجا جا رہا ہے ۔ بشن سنگھ ایک ایسا انسان تھا جو نہ کبھی بیٹھتا تھا ، نہ کبھی سوتا تھا اور نہ ہی کبھی کسی سے گفتگو کرتا تھا ۔ ہر وقت کھڑا رہتا تھا ۔ کئی لوگ کہتے تھے کہ وہ پندرہ سال سے اس عجیب و غریب حالت میں ہے ۔ ایک دن آیا جب بشن سنگھ کو دوسرے لوگوں کے ساتھ لاری میں ڈال کر ہندوستان کی طرف روانہ کیا گیا جب وہ سرحد پر پہنچے تو بشن سنگھ کو سپاہوں نے زبردستی پکڑ کر سرحد پار بھیجنے کی کوشش کی تو وہ بیچ میں گِر کر لیٹ گیا اور وہی وفات پا گیا ۔ جو آدمی پندرہ سال سے نہ کبھی بیٹھا اور لیٹا آج ٹوبہ ٹیک سنگھ آرام کی نیند سو گیا ۔

سعادت حسن منٹو نے اِس مرکزی کردار بشن سنگھ کی روشنی میں آدمی کی وطن کے لیے محبت ظاہر کی ہے اور یہ بتایا ہے کہ جہاں انسان نے اپنی پوری زندگی گزاری ہوتی ہے وہاں سے جدا ہونا کتنا مشکل ہوتا ہے اور بشن سنگھ جیسے لوگوں کے دلوں پر کیا گزرتی ہے ۔

Word count: 227(excluding proper nouns)

GCE Urdu Unit 4 – 6UR04 – Research-based Essay Guide

Specimen Essays and Assessment Commentaries

Example 4 – Literature and the arts

سوال۔ اپنی منتخبہ کتاب، ڈرامہ یا فلم کی کسی ایک شخصیت کے بارے میں لکھیے ۔اس شخصیت کے کرداراور برمحل ہونے پر بحث کیجیےاور بتایئے کہ مصنف/ ہدایات کارکواس کردار کی تصویرکشی میں کتنی کامیابی ہوئی ہے؟

جواب۔ امتیاز علی تاج کا ڈرامہ 'انارکلی' نہ صرف شہرۂ آفاق فن پارہ ہے بلکہ دنیائے فلم بینی کے لیے محبت ورقابت کی کشمکش کی لازوال مثال بھی ہے۔ ڈرامہ کاعنوان اس کردار کی اہمیت کوواضح کرتا ہے ۔ادب کے تمام شہ پارے مرکزی کردار کے نام سے ہی منسوب ہیں مثلاً شکنتلا، ہیملٹ وغیرہ۔

انارکلی کا کردارتخلیق کرنے سے پہلے ڈرامہ نگار نے اس کے فنا ہونے کا منظرالمناک بنایااور لازوال کردیا۔المیہ ڈرامے کے اس کردار کی متعددخصوصیات ہیں انارکلی کی بے وقوفی کی حدتک معصومیت اورڈرپوک طبیعت اس لحاظ سے خاصی غیرحقیقی لگتی ہے کہ اپنے حسن و جمال سے وہ خود بےخبر ہےاور جس کا احساس دوسرے لوگ دلاتے ہیں۔ وہ 'ذہانت کے بغیر حسن' کے مصداق حالات سے بے خبر اوراپنے آپ سے لاپرواہ ہے ۔خودکلامی، سوچوں میں غرق رہنااور چھوٹی بہن کی نصیحتیں اس کی ذہنی ناپختگی کا ثبوت ہیں۔

انارکلی شاہی محل میں ایک misfit ہے۔اس کی زندگی اس وقت ایک تلاطم خیزطوفان کی نذرہوجاتی ہے جب اس کی ماں اسے شاہی جشن میں لے گئی۔ یہیں سے سلیم کا التفات اوراکبر کی ستائش اسے شاہی محل کے حرم میں سازشوں کے چنگل میں پھنسا لیتی ہے۔
انارکلی شہزادے کی محبت سے آشنااوراپنے دل کی کیفیت سے آگاہ ہے ۔اس لیےتو کہتی ہے:
"ڈرکے مارے نظر بھی نہیں اٹھاتی کہ کہیں اس کی آنکھوں میں محبت نہ دیکھ لوں"
انارکلی میں خوداعتمادی کا فقدان، سلیم کے بازوؤں میں مکمل سپردگی اورسب سے بڑھ کرکمزوردل ہوناایک مرد کے لیےمحبوبہ کا مثالی پیکر بن کرسامنےآتا ہے۔ مصنف اس میں بےباکی نہیں لایا کیونکہ یہ کردارکومضبوط کردیتی۔ وہ ہندوستان کی ملکہ بننے کےخواب نہیں دیکھتی کیونکہ وہ اپنی سماجی حیثیت سے آگاہ ہے۔ وہ سادگی میں حالات کےدھارے پر بہتی رہی۔ ماں جشن میں لے گئی، اکبر نے انارکلی اورسلیم نے محبوبہ بنادیا۔ دل آرام نے اس کا شکارکیااورزنداں کے داروغہ نے اسے دیوار میں چن دیا۔

ڈرامہ میں انارکلی کا کردار مرکزی تو ہے لیکن کوئی بھی منظراس کی ذات کے باعث آگے نہیں بڑھتا۔ یہ ڈرامے کے باقی کردار خاص طور پر اکبراوردل آرام ہیں جوکہانی کو نیا موڑ دیتے ہیں۔ آخر میں اس کی موت اس معصوم محبت کے گناہ کی سزا ہے جواس کے حسن نے سلیم کےدل میں پیدا کی، اس نے خودنہیں!

میرے خیال میں مصنف نے انارکلی کا کردار بڑی کامیابی سے تخلیق کیا کیونکہ اس زمانے میں حسن بےزبان اورعشق ناکام ہی ہوا کرتے تھے۔اس کردار کی تمام خصوصیات اس پلِ صراط کے ستون تشکیل دیتی ہیں جواس کو منطقی انجام تک پہنچاتے ہیں۔

Word count: 409 (excluding proper nouns and quotations)

GCE Urdu Unit 4 – 6UR04 – Research-based Essay Guide

Specimen Essays and Assessment Commentaries

Example 5 – Literature and the arts

سوال۔ اپنی منتخبہ کتاب ، ڈرامہ یا فلم کا مرکزی خیال بیان کیجیے ۔ مصنف نے یہ خیال کتنی کامیابی سے پیش کیا ہے ؟ اس بارے میں اپنی رائے تفصیل سے لکھیے ۔

جواب۔ میری منتخبہ کتاب ' ہندوستان سے ایک خط ' میں مصنف انتظار حسین نے تقسیم برِ صغیر کے بطن سے پیدا شدہ ایک المیہ پر اظہار خیال کیا ہے ۔ یہ خط ایک شکوہ ، نالہ اور طنز ہے جس میں تقسیم کے دکھ کا حال ، لکھت قربان علی کے خاندان کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے ۔ مصنف ایک مقام پر رقمطراز ہیں ۔ " ایک ہی جگہ پیدا ہونے اور مرنے والے لوگوں کی قبریں اب تین ملکوں میں بٹی ہوئی ہیں ۔ "

مصنف نے " ہارسنگھار کے درخت " کو علامت کے طور پر استعمال کر کے قربان علی کے ماضی پر روشنی ڈالی ہے کہ ماضی میں باغات کی ہریالی کی طرح ان کا خاندان بھی پھلا پھولا اور شان و شوکت کا حامل تھا ۔ لیکن اب " صرف اکیلا بوڑھا ہارسنگھار کا درخت میاں جانی کی قبر کے پاس موجود ہے۔ قربان علی ۱۹۷۱ء میں جدِ امجد کے ایران سے ہجرت کرتے وقت لائے ہوئے خاندانی " شجرہ " کے کھونے پر دکھ کا اظہار کرتے ہیں ۔ مصنف نے اس علامت کو خاندان کا شیرازہ بکھرنے سے تعبیر کیا ہے ۔

قربان علی نجیب الطرفین سید خاندان کے چشم و چراغ اور خاندانی نجابت و شرافت پر نازاں تھے ۔ لیکن گردشِ دوراں نے جہاں زمین ہندوستان کو تقسیم کا گھاؤ دیا وہیں قربان علی کی خاندانی عزت کو بھی داغدار کیا ۔ جو خاندان اپنی " چھت پر کنکرے کا گرنا " باعث ننگ و عار سمجھتا تھا اس خاندان کی لڑکیوں اور شریف زادیوں نے بے پردگی اور شادی بیاہ کے معاملات میں اپنی مَن مرضی شروع کر دی ۔

الغرض اس افسانے میں قربان علی کی خاندانی شان و شوکت کے شیرازہ بکھرنے ، شجرہ کھونے اور تقسیم کی تباہ کاریوں پر رنج والم کا اظہار کیا گیا ہے ۔ مصنف نے تشبیہات کا خوبصورتی سے استعمال کرتے ہوئے قربان علی کے خاندان کے عروج و زوال کا دور قلمبند کیا ہے ۔

Word count: 232 (excluding proper nouns and quotations)

GCE Urdu Unit 4 – 6UR04 – Research-based Essay Guide

Specimen Essays and Assessment Commentaries

Example 7 – Historical study

سوال۔ آپ نے تاریخ کے جس دور کا مطالعہ کیا ہے اس دور کی کسی مخصوص شخصیت کے بارے میں لکھیے اور اس کے کردار کی وضاحت کیجیے ۔

جواب۔ میں پاکستان کے سابق وزیرِاعظم ذوالفقار علی بھٹو کے بارے میں لکھ رہا ہوں ۔ بھٹو 5 جنوری 1928 کو لاڑکانہ میں پیدا ہوئے ۔ ابتدائی تعلیم لاڑکانہ اور بمبئی میں پائی ۔ مشہور امریکی اور برطانوی یونیورسٹیوں میں سیاست اور قانون کی اعلیٰ ترین تعلیم حاصل کی ۔ وطن واپسی پر کچھ عرصہ قانون کے لیکچرر رہے اور پھر وکالت شروع کر دی ۔

اپنی قابلیت کی وجہ سے لوگوں کی توجہ کا مرکز بنتے گئے اور اسکندر مرزا کے دور میں وزیر تجارت مقرر ہوئے ۔ یہیں سے ان کا حکومتی امور سے تعلق پیدا ہوا ۔ 1963 میں ایوب کابینہ میں سب سے کم عمر وزیر مقرر ہوئے ۔ کئی وزارتوں سے گزر کر وزیر خارجہ بنے اور تاشقند معاہدے پر اختلاف کی وجہ سے کابینہ سے الگ ہو گئے ۔ ایوب دور میں ان کا سب سے بڑا کارنامہ ایران ، ترکی اور چین سے گہرے دوستانہ تعلقات کا قیام تھا ۔

انہوں نے 1967 میں پاکستان پیپلز پارٹی کی بنیاد رکھی اور اس کے پہلے چیرمین بنے ۔ جلد ہی یہ پارٹی ایک مقبول سیاسی جماعت بن گئی ۔ 1970 کے عام انتخابات میں پارٹی نے مغربی پاکستان میں نمایاں کامیابی حاصل کی ۔ سقوطِ مشرقی پاکستان کے بعد بھٹو پاکستان کے صدر اور پھر وزیر اعظم بنے ۔ اس دور میں ان کے نمایاں کارنامے یہ تھے :

متفقہ آئین کی منظوری اور نفاذ ، ایٹمی پروگرام کا آغاز ، اسلامی سربراہی کانفرنس کا انعقاد ، کراچی میں پہلی سٹیل مل کا قیام اور ٹیکسلا میں ہیوی مکینکل انڈسٹری کا آغاز ۔

1977 میں ضیاء الحق کے مارشل لاء کے نفاذ کے نتیجے میں انہیں قتل کے ایک جھوٹے مقدمے میں سزائے موت سنائی گئی اور 4 اپریل 1979 کو پھانسی پر لٹکا کر مار دیا گیا ۔ وہ گڑھی خدا بخش میں دفن کیے گئے ۔ بھٹو آج بھی بہت سے دلوں کی دھڑکن ہیں اور پاکستانی قوم آج بھی انہیں یاد اور ان پر فخر کرتی ہے ۔

Word count: 264(excluding proper nouns)